تعزیت کے نبویؐ اسالیب واَحکام

حافظ حسن مدنی *

موت کے بعد میت کے اہل خانہ کو تسلی ودلاسہ دینا مستحب ومسنون ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام یاان کے اقرباء کی وفات پر ایسے صبر آموز الفاظ میں ان سے تعزیت کرتے اور انہیں تسلی وتشفی دیتے کہ اس سے میت کے ورثاء کو صبر وسکون آجاتا۔ آپ کی طرف سے ہونے والی تعزیت کے متعدد اسالیب کتبِ حدیث میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں، جس میں آپ نے کئی ایک اچھے وعدے کیے ہیں۔ پیش نظر مضمون میں نبی کریم ﷺ کی زبانی مختلف تعزیتی الفاظ کو جمع کر دیا گیا ہے۔

تعزیت کا لغوی مفہوم:

لغتِ عرب کے مشہور ماہر ابن منظور لکھتے ہیں:

''تعزیت کا لفظ عزّی سے مصدر ہے، جب کوئی مصیبت زدہ شخص کو صبر کی تلقین کرے اور اس سے ہمدردی کرے تو کہا جاتا ہے کہ آپ نے اس سے تعزیت کی۔ ہر گم شدہ چیز پر صبر کرنے کو العَزاء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کہا جائے گا کہ میں نے فلاں شخص کو دلاسہ دیا، اور اس سے ہمدردی کی۔ میں نے اسے دلاسے کی تلقین کی، یعنی اس کو صبر کرنے کا کہا۔ جب بعض لوگ ایک دوسرے سے تعزیت کریں تو تعازي القوم کا جملہ بولا جاتا ہے۔''(۱)

اصطلاحی تعریف

اصطلاحی طور پر تعزیت کا مطلب یہ ہے: تسليةُ أهلِ الميّتِ، وحثُّهم على الصّبرِ بوعدِ الأجرِ، والدُّعاءِ للميّتِ المسلمِ والمصابِ(۲)

''میت کے اہل خانہ کو تسلی دینا، اور اجر وثواب کے وعدوں کے ذریعے اُنہیں صبر کی تلقین کرنا، اور فوت شدہ مسلم میت اور مصیبت زدہ کے لیے دعا کرنا۔''

بعض فقہاے کرام نے تعزیت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

امام دردیر مالکی کے مطابق:

وندب تعزية لأهله، وهي الحمل على الصبر بوعد الأجر، والدعاء للميت والمصاب(۳)

"میت کے اہل خانہ سے تعزیت کرنا مستحب ہے، جس کا مطلب ہے: اُنہیں اجر کا وعدہ یاد دلا کر صبر پر آمادہ کرنا اور میت و مصیبت زدہ کے لیے دعا کرنا۔"

امام ابن قدامہ حنبلی کے نزدیک تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ

تسلية أهل المصيبة، وقضاء حقوقهم، والتقرب إليهم(۴)

"مصیبت زدہ اہل خانہ کو تسلی دینا، ان کے حقوق پورے کرنا اور ان سے قربت اختیار کرنا۔"

تعزیت کی مدت

تعزیت میت کی تدفین سے پہلے اور اس کے بعد بھی کی جاسکتی ہے۔ تاہم تعزیت کا یہ سلسلہ تین روز سے طویل نہیں ہونا چاہیے، تاکہ بار بار غم تازہ نہ کیا جائے۔ الا یہ کہ کوئی شخص اس موقع پر موجود نہ ہو تو وہ پہلی ملاقات کے موقع پر بھی تعزیت کر سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (۵)

"اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کو جائز نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، سوائے بیوی کے جو اپنے شوہر پر چار ماہ، دس دن سوگ کرے۔"

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز سے فتوی پوچھا گیا کہ کیا تعزیت کے لیے کوئی دن مخصوص ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا:

وليس لها وقت مخصوص، ولا أيام مخصوصة بل هي مشروعة من حين موت الميت، قبل الصلاة، وبعدها، وقبل الدفن، وبعده، والمبادرة بها أفضل في حال شدة المصيبة، وتجوز بعد ثلاث من موت الميت لعدم الدليل على التحديد(۶)

"تعریت کا نہ تو کوئی وقت مخصوص ہے اور نہ ہی کوئی ایام۔ بلکہ میت کی وفات سے لے کر، نماز جنازہ سے پہلے یا بعد، تدفین سے پہلے یا بعد کرنا مشروع ہے۔ البتہ اس میں جلدی کرنا مصیبت کی شدت میں تسلی کی اہمیت کی بنا پر افضل

ہے۔ ایسے ہی میت کی وفات کے تین دن بعد بھی تعزیت کی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کی حد بندی کی کوئی دلیل نہیں ہے۔"

تعزیت کی فضیلت

ایک حدیث میں تعزیت کرنے کی فضیلت یوں بیان ہوئی ہے، عمرو بن حزم سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ : مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(۷)

"جو مؤمن اپنے بھائی کو کسی مصیبت پر تسلی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت افزائی کی خلعتوں میں سے پہنائے گا۔"

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ (۸)

"جس نے مصیبت زدہ کی تعزیت کی، اس کے لیے اس کے مثل ہی اجر ہے۔"

سیدنا ابو برزہ سے بھی نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے:

مَنْ عَزَّى ثَكْلَى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ (۹)

"جس نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا لڑکا مر گیا ہو، تو اسے جنت میں اس کے بدلے میں ایک عمدہ کپڑا پہنایا جائے گا۔"

اس حدیث کی شرح میں شارح ترمذی مولانا عبد الرحمن مبارکپوری ارشاد فرماتے ہیں:

أي: من عزى المرأة التي فَقَدت ولدها أُلبس بُرداً في الجنة أي: ثوباً عظيماً مكافأة على تعزيتها.(۱۰)

"یعنی جس نے کسی عورت سے تعزیت کی جس کا بیٹا فوت ہو گیا، تو اسے اس تعزیت کے اجر میں جنت میں بُرد یعنی عظیم کپڑا پہنایا جائے گا۔"

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کی بنا پر تعزیت کرنا مستحب امر ہے جیسا کہ امام ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ تعزیت کے مستحب ہونے میں فقہا کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔(۱۱) اور امام نووی کہتے ہیں کہ امام شافعی اور ان کے اصحاب کے نزدیک تعزیت کرنا مستحب ہے۔(۱۲)

تعزیت کی بہت سی حکمتیں ہیں: اس سے لواحقین کا مشکل وقت غم گساری اور ہمدردی کے ذریعے آسان ہو جاتا اور اُنہیں تسلی ملتی ہے۔ صبر اور اللہ سے بہتر اجر کی امید بھی ان کا حوصلہ بندھاتی ہے۔ اللہ کے فیصلے پر راضی ہونا اور اس کے حکم کو تسلیم کرنے پر دل آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح تعزیت کے ذریعے لواحقین کو دعا دینے کا موقع بھی مل جاتا ہے جو ان کے لیے باعثِ اجر و تسکین ہوتا ہے۔ تعزیت کے ذریعے میت کے لیے دعا اور اس کے لیے رحم واستغفار کی التجا بھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تعزیت کے موقع پر آنے والے، میت کے اہل خانہ کو راہِ راست پر قائم رہنے، اس موقع پر غلط کاموں سے روکنے اور ایک دوسرے کو موت یاد کروانے کا کام بھی کرتے ہیں۔

تعزیت کے الفاظ

تعزیت کے مسنون الفاظ وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کے بیٹے (نواسے) کی وفات پر ارشاد فرمائے:

إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو اس نے لے لیا اور اُسی کا ہے جو اس نے عطا کیا اور ہر شے کا اس کے ہاں وقت مقرر ہے۔ تو صبر کر اور اللہ سے اجر کی امید رکھ۔''

ان الفاظ کے ساتھ تعزیت کرتے ہوئے میت کے اہل خانہ کو صبر اور اللہ سے اجر کی اُمید دلانا چاہیے کیونکہ تعزیت میں صبر کی تلقین بھی شامل ہے، جیسا کہ انہی الفاظ کے بعد نبی کریم ﷺ نے فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ کہہ کر صبر اور اجر کی اُمید دلائی۔ شیخ محمد ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

وهذه الصيغة من التعزية وإن وردت فيمن شارف الموت فالتعزية بها فيمن قد مات أولىٰ بدلالة النص، ولهذا قال النووي في "الأذكار" وغيره: "وهذا الحديث أحسن ما يعزي به"(۱۳)

''تعزیت کے یہ الفاظ اگرچہ اس شخص کے بارے میں ہیں جو موت کو سامنے دیکھ رہا ہو، تاہم جو لوگ وفات پا چکے ہیں، ان کو ان الفاظ سے تعزیت کرنا حدیث کی دلالت سے اولیٰ (زیادہ واضح) ہے۔ چنانچہ امام نووی نے 'الاذکار' وغیرہ میں کہا ہے کہ اس حدیث میں تعزیت کے بہترین الفاظ بیان ہوئے ہیں۔''

یہی بات شیخ محمد بن صالح العثیمین نے کہی ہے کہ ''تعزیت کے بہترین الفاظ وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو ارشاد فرمائے تھے، جبکہ لوگوں میں جو دوسرے الفاظ "عظَّم الله أجرك، وأحسن الله عزاءك، وغفر الله لميتك" وغیرہ مروّج ہیں تو یہ بعض علماء کے اقوال ہیں، تاہم علما کے اقوال سے نبی کریم کی سنت کا کیا مقابلہ؟ نبی کریم کے مسنون الفاظ کو ہی اختیار کرنا چاہیے۔''(۱۴)

ایک اور حدیث میں نبی کریم نے سیدہ اُمّ سلمہ کے شوہر کی وفات پر یہ الفاظ بولے اور اس کے ساتھ مزید یہ دعا بھی سکھلائی: **إنَّا لِلَّهِ وَإنَّا إلَيْهِ رَاجِعُونَ**، اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا تو یہ الفاظ بھی مسنون ہیں اور بولے جاسکتے ہیں۔

جبکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر جو الفاظ ارشاد فرمائے إنَّ العَيْنَ تَدْمَعُ، وَالقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلاَنَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ ... تو وہ تعزیت نہیں بلکہ اپنی کیفیت کا اظہار ہے۔ یہ تینوں احادیث آگے تفصیل کے ساتھ آرہی ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ اور ابن عابدین نے اپنی کتب میں تعزیت کے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں:

أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَكَ، وَأَحْسَنَ عَزَاءَكَ، وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ (۱۵)

"اللہ تعالیٰ آپ کا اجر بڑھائے، اور دکھ پر آپ کے صبر کا احسن بدلہ دے اور آپ کی میت کو بخش دے۔"

اور جس کو پریشانی آئی ہو، اس کو ان الفاظ میں جواب دینا چاہیے، جیسا کہ امام احمد سے منقول ہے:

اسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَكَ، وَرَحِمَنَا وَإِيَّاكَ

"اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے، ہم پر اور آپ پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔"

لیکن مسنون الفاظ اوپر گذر چکے ہیں اور وہی زیادہ بہتر ہیں۔

تعزیت پر کیا جائز ہے اور کیا ناجائز؟

تعزیت کے موقع پر صبر اور اس کے اجر کی تلقین کرنا چاہیے جیسا کہ اپنے نواسے کی وفات پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرْسَلَتْ ابْنَةُ النَّبِيِّ إِلَيْهِ إِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ قَالَ حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۱۶

”نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی (سیدہ زینب) نے آپ ﷺ کو اطلاع کرائی کہ میرا ایک لڑکا مرنے کے قریب ہے، اس لیے آپ ﷺ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے اُنہیں سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ ”اللہ تعالیٰ ہی کا سب کچھ ہے، جو لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقتِ مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ اس لیے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھو۔“ پھر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے قسم دے کر آپ کو اپنے یہاں بلوا بھیجا۔ اب رسول اللہ ﷺ جانے کے لیے اُٹھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، اُبی بن کعب، زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ بھی تھے۔ بچے کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا گیا جس کی جانکنی کا عالم تھا۔ ابو عثمان نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسامہ نے کہا کہ جیسے پُرانا مشکیزہ ہوتا ہے (اور پانی کے ٹکرانے کی اندر سے آواز ہوتی ہے، اسی طرح جان کنی کے وقت بچے کے حلق سے آواز آرہی تھی) یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد رضی اللہ عنہ بول اُٹھے کہ یارسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔“

تعزیت کے موقع پر کس بات کی تلقین کی جائے، سیدہ اُمّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ:﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾، اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا"، قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا، فَأَخْلَفَ اللهُ لِي رَسُولَ اللهِ قَالَتْ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ لِي بِنْتًا وَأَنَا غَيُورٌ، فَقَالَ: أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا، وَأَدْعُو اللهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ ۱۷

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پریشانی میں اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کہتا ہے إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا (ہم اللہ کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ، مجھے میری مصیبت کا اجر و ثواب عطا فرما اور میرے لیے اس سے بہتر عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ اس کو اس (چھن جانے والی نعمت) سے بہتر متبادل عطا فرماتا ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب ابو سلمہ فوت ہوگئے تو میں نے کہا: کیا مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر متبادل بھی مل سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ کے بدلے سیدنا محمد ﷺ دے دیے۔ بتاتی ہیں

کہ نبی کریم نے میری طرف حاطب بن ابی بلتعہ کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو میں نے کہا: میری بیٹی ہے اور میں بڑی غیرت مند ہوں۔ تو وہ بولے: آپ کی بیٹی کے بارے میں ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ وہ اس کو آپ سے مستغنی کردے اور اللہ سے مانگیں گے کہ وہ (غیر ضروری) غیرت کو آپ سے لے جائے۔''

اس حدیث میں سورۃ البقرۃ کی اس آیت کو ایسے موقع پر پڑھنے کی ہدایت بھی کی گئی ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں صرف مصیبت کے اوقات میں پڑھنے کے حوالے سے عام ہے، تاہم وفات کے موقع پر بھی اس آیت کو پڑھنا بھی مسنون ہے۔ وہ آیت یوں ہے:

﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

''وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے اپنے پیارے بیٹے سیدنا ابراہیم کی وفات پر ارشاد فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَى أَبِي سَيْفٍ القَيْنِ، وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَبَّلَهُ، وَشَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ، ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى، فَقَالَ: إِنَّ العَيْنَ تَدْمَعُ، وَالقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلاَ نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ (۱۸)

''سیدنا انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابو سیف القین کے پاس آئے، جو آپ کے بیٹے ابراہیم کو دودھ پلانے والی (خولہ بنت منذر انصاریہ) کے شوہر تھے۔ تو نبی کریم نے ابراہیم کو لے کر چوما، منہ کے قریب کیا۔ پھر ہم ان کے پاس آئے اور ابراہیم وفات کے قریب تھے۔ سو نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بہنے لگیں۔ عبد الرحمٰنؓ بن عوف بولے: آپ بھی یا رسول اللہ؟ تو آپ ﷺ نے کہا: اے ابن عوف! یہ رحمت کے آنسو ہیں، پھر آپ نے اس کے پیچھے مزید کہا اور بولے: ''آنکھ روتی ہے، دل انتہائی غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس میں ہمارے ربّ کی رضا ہے۔ اور بے شک ابراہیم! تیرے فراق پر البتہ ہم غمگین ہیں۔''

ایک انصاری بچے کی شہادت پر نبی کریم نے اس کی ماں کو بھی یہی نصیحت فرمائی اور ساتھ ہی اس کے جنت الفردوس میں ہونے کی خوش خبری بھی سنائی، سیدنا انس بن مالک سے مروی ہے:

أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُنْ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.(۱۹)

"حارثہ بن سراقہ بدر کی لڑائی میں شہید ہوگئے۔ وہ اس وقت نوعمر تھے تو ان کی والدہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرلوں گی اور صبر پر ثواب کی امیدوار رہوں گی اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپ دیکھیں گے کہ میں اس کے لیے کیا کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افسوس! کیا تم پاگل ہوگئی ہو۔ جنت ایک ہی نہیں ہے، بہت سی جنتیں ہیں اور یقیناً وہ (حارثہ) جنت الفردوس میں ہے۔"

معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کہ ایک صحابی کے بیٹے کی وفات پر نبی کریم ﷺ نے اس سے یوں تعزیت فرمائی:

كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ إِذَا جَلَسَ يَجْلِسُ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ لَهُ ابْنٌ صَغِيرٌ يَأْتِيهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ، فَيُقْعِدُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَهَلَكَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ أَنْ يَحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ، فَحَزِنَ عَلَيْهِ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ فَقَالَ: مَالِي لَا أَرَى فُلَانًا؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بُنَيُّهُ الَّذِي رَأَيْتَهُ هَلَكَ، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ فَسَأَلَهُ عَنْ بُنَيِّهِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ هَلَكَ، فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا فُلَانُ! أَيُّمَا كَانَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ، أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ ، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! بَلْ يَسْبِقُنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لِي لَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ، قَالَ: فَذَاكَ لَكَ (۲۰)

"جب نبی ﷺ بیٹھتے تو آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ میں سے کچھ نہ کچھ لوگ بیٹھا کرتے تھے۔ ان میں ایک شخص تھا جس کا ایک معصوم بیٹا تھا۔ وہ پیچھے سے آتا تو باپ اسے اپنے آگے بٹھالیتا تھا۔ اتفاقاً وہ بچہ فوت ہوگیا تو وہ شخص اپنے بیٹے کی یاد میں (کئی روز تک) آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوا کیونکہ اسے اس (کی وفات) کا شدید غم تھا۔ جب نبی ﷺ نے اسے (کئی دن) نہ دیکھا تو فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص نظر نہیں آتا؟" لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا وہ چھوٹا سا بچہ جو آپ نے بھی دیکھا تھا، فوت ہوگیا ہے، پھر نبی ﷺ اس شخص سے ملے اور اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ وہ تو فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے اسے تسلی دی۔ آپ نے فرمایا:

”اے شخص! تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے کہ تو اپنی ساری عمر اس سے فائدہ اٹھاتا (آنکھیں ٹھنڈی کرتا) یا یہ کہ تو جنت کے جس دروازے کے پاس بھی جائے، اسے وہاں پائے کہ وہ تجھ سے پہلے پہنچ کر اسے تیرے لیے کھول دے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جاکر میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔ آپ نے فرمایا: ”بس! یہ چیز تجھے مل جائے گی۔“

اور مسند احمد میں اس حدیث کے آخر میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے:

فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلِيَ خَاصَّةً أَمْ لِكُلِّنَا؟ قَالَ: بَلْ لِكُلِّكُمْ (۲۱)

”اس آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ انعام میرے لیے ہی خاص ہے یا ہم سب (مسلمانوں) کے لیے ہے؟ آپ نے جواب دیا: بلکہ تم سب مسلمانوں کے لیے ہے۔“

بچے کی وفات پر نبی کریم ﷺ نے یوں بھی تعزیت کے الفاظ ارشاد فرمائے جو سیدنا ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہیں:

إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللَّهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ (۲۲)

”جب بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی؟ تو وہ کہتے ہیں: ہاں، پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: اس نے تیری حمد بیان کی اور إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام 'بیت الحمد' رکھو۔“

بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم نے اپنے صحابی سیدنا معاذ بن جبل کے بیٹے کی وفات پر اُن کے نام خود یوں تعزیت نامہ لکھوایا تھا:

سَلامٌ عَلَيْكَ فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلا هُوَ أَمَّا بَعْدُ فَأَعْظَمَ اللَّهُ لَكَ الأَجْرَ وَأَلْهَمَكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَإِيَّاكَ الشُّكْرَ ثُمَّ إِنَّ أَنْفُسَنَا وَأَهْلَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَوْلادَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللَّهِ الْهَنِيَّةِ وَعَوَارِيهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ يُمَتِّعُ بِهَا إِلَى أَجَلٍ مَعْدُودٍ وَيَقْبِضُهَا إِلَى وَقْتٍ مَعْلُومٍ ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَيْنَا الشُّكْرَ إِذَا أَعْطَى وَالصَّبْرَ إِذَا ابْتَلَى وَكَانَ ابْنُكَ مِنْ مَوَاهِبِ اللَّهِ الْهَنِيَّةِ وَعَوَارِيهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِهِ فِي غِبْطَةٍ وَسُرُورٍ وَقَبَضَهُ مِنْكَ بِأَجْرٍ كَثِيرٍ:

الصَّلاةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدَى إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ فَلا تَجْمَعَنَّ يَا مُعَاذُ خَصْلَتَيْنِ أَنْ يُحْبِطَ جَزَعُكَ أَجْرَكَ فَتَنْدَمَ عَلَى مَا فَاتَكَ فَلَوْ قَدْ قَدِمْتَ عَلَى ثَوَابِ مُصِيبَتِكَ وَتَنَجَّزْتَ مَوْعِدَهُ عَرَفْتَ أَنَّ الْمُصِيبَةَ قَد قَصَرَتْ عَنْهُ وَاعْلَمَنَّ يَا مُعَاذُ أَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا وَلا يَدْفَعُ حُزْنًا فَأَحْسِنِ الْعَزَاءَ وَتَنَجَّزِ الْمَوْعِدَةَ وَلْيَذْهَبْ أَسَفُكَ بِمَا هُوَ نَازِلٌ بِكَ فَكَأَنْ قَدْ وَالسَّلامُ (۲۳)

"اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام سلام علیک، میں پہلے تم سے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس صدمہ پر اجر عظیم دے اور تمہارے دل کو صبر عطا فرمائے اور ہمیں اور تمہیں نعمتوں پر شکر کی توفیق دے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جانیں اور ہمارے مال اور ہمارے اہل وعیال یہ سب اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیے اور اس کی سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا خوشی اور عیش کے ساتھ تمہیں اس سے نفع اُٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا۔ اور جب اس کی مشیت ہوئی تو اپنی اس امانت کو تم سے واپس لے لیا۔ وہ تمہیں اس کا بڑا اجر دینے والا ہے۔ اللہ کی خاص نوازش، اس کی خاص رحمت اور اس کی طرف سے ہدایت کی تمہیں بشارت ہے، اگر تم نے ثواب اور رضائے الٰہی کی نیت سے صبر کیا۔ پس اے معاذ! صبر کرو۔ اور ایسا نہ ہو کہ جزع فزع تمہارے قیمتی اجر کو غارت کر دے اور پھر تمہیں ندامت ہو اور یقین رکھو کہ جزع فزع سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا۔ اور نہ ہی اس سے رنج و غم دور ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے جو حکم اترتا ہے، وہ ہو کر رہتا ہے بلکہ یقیناً ہو چکا ہے۔ والسلام"

یہ تعزیت نامہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ملا علی قاری نے بیان (۲۴) کیا ہے، جبکہ مولانا منظور نعمانی نے اپنی کتاب معارف الحدیث میں بھی اس کا ذکر (۲۵) کیا ہے۔ تاہم اس تعزیت نامہ کی نسبت نبی کریم کی طرف درست نہیں کیونکہ سیدنا معاذ کے بیٹا نبی کریم کے دو سال بعد فوت ہوا تھا۔ چنانچہ اس کو موضوعات میں درج کرتے ہوئے امام کتانی نے اس کی تمام روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ تعزیت نامہ سیدنا معاذ کو ان کے کسی ساتھی نے بھیجا تھا، جسے غلطی سے نبی کریم ﷺ سے منسوب کر دیا گیا ہے۔

سیدنا عبد اللہؓ بن جعفر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے والد کی وفات پر انہیں ان الفاظ میں تعزیت کی اور یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائے:

اللهم اخلف جعفرًا في أهله، وبارك لعبد الله في صفقة يمينه (۲۶)

"الٰہی! جعفر کے اہل خانہ میں متبادل عطا فرما، اور عبد اللہ کے ہاتھ کے کاروبار میں برکت عطا فرما دے۔"

سیدنا بشر بن عقربہ کہتے ہیں کہ میرے والد کسی غزوہ میں شہید ہوگئے ، میں ان کی میت پر رو رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ کا مجھ پر گزر ہوا، آپ نے مجھے ان الفاظ میں تسلی دی:

أما ترضى أن أكون أنا أبوك، وعائشة أمّكَ؟ (۲۷)

"کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں تیرا باپ بن جاؤں اور عائشہ تیری ماں بن جائے۔"

میت کی موت سے قریب یا بعد میں رونا جائز ہے، تاہم اس میں نوحہ اور نُدبہ (رونے کے ساتھ میت کے محاسن کو بکثرت دہرانا) نہیں ہونا چاہیے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی بیماری میں نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ ان کی عیادت کرنے گئے، اور اُن کی غشی کی حالت دیکھ کر رو پڑے، پھر فرمایا:

إِنَّ اللہَ لاَ يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلاَ بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا - وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ- أَوْ يَرْحَمُ(۲۸)

"بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے غمگین ہونے سے کسی کو عذاب نہیں دیتا بلکہ زبان سے نوحہ کرنے پر عذاب کرتا، یا رحم کر دیتا ہے۔"

واضح رہے کہ سیدنا عبادہ اس سنگین بیماری کے بعد صحت یاب ہوگئے تھے، اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد عہدِ صدیقی یا عہد فاروقی میں وفات پائی۔(۲۹)

جانے والے کی تعریف میں چند کلمات بھی کہے جاسکتے اور دنیا سے جانے پر اطمینان کا اظہار کیا جاسکتا ہے، اس دوران آنسو بہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ سیدنا انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ غزوۂ موتہ ،۸ ہجری کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے لشکر کی واپسی سے قبل ہی مدینہ میں صحابہ کو یوں مطلع کیا:

خَطَبَ النَّبِيُّ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ ، وَقَالَ: مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوبُ أَوْ قَالَ: مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ (۳۰)

"رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، آپ نے فرمایا: فوج کا جھنڈا اَب زید نے اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ شہید کر دیے گئے، پھر جعفر نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیے گئے، پھر عبد اللہ بن رواحہ نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیے گئے اور اب کسی ہدایت کا انتظار کیے بغیر خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور ان کے ہاتھ پر اسلامی لشکر کو فتح ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور ہمیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ یہ لوگ جو شہید ہوگئے ہیں ہمارے پاس

زندہ رہتے کیونکہ وہ بہت عیش وآرام میں چلے گئے ہیں۔ ایوب نے بیان کیا یا آپ نے یوں فرمایا کہ انہیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ ہمارے ساتھ زندہ رہتے، اس وقت رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔"

سیدنا جعفرؓ طیار کی شہادت پر نبی کریم ﷺ نے بڑے خوبصورت الفاظ میں ان کی تعزیت کی۔ سیدنا عبد اللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے:

أَمَّرَ رَسُولُ اللَّهِ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ : إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ(۳۱)

"رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہ کو بنایا تھا۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس غزوہ میں میں بھی شریک تھا۔ بعد میں جب ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ان کی لاش ہمیں شہدا میں ملی اور ان کے جسم پر نیزوں اور تیروں کے نوے سے زائد زخم تھے۔"

سیدنا جعفر طیار کی شہادت پر نبی کریم ﷺ نے یوں تبصرہ فرمایا:

رأيتُ جعفر بن أبي طالب ملكًا يَطير في الجنة مع الملائكة بجناحَين (۳۲)

"میں نے جعفر بن ابو طالب کو فرشتہ (کی شکل میں) دیکھا جو جنت میں (فرشتوں کے ساتھ) اپنے دو پروں کے ساتھ اُڑ رہا ہے۔"

انسان کا بہت ہی محبوب شخص فوت ہو جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کے لیے جنت کی ضمانت ہے، جیسا کہ عمرو بن شعیب نے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی حسین کو ان کے ایک فوت ہونے والے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے لکھا:

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ إِذَا ذَهَبَ بِصَفِيِّهِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ وَقَالَ مَا أُمِرَ بِهِ بِثَوَابٍ دُونَ الْجَنَّةِ(۳۳)

میں نے اپنے والد محترم (شعیب) کو اپنے دادا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی محبوب ترین ہستی کو اپنے پاس بلالے، اور وہ

اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس (مصیبت کے بدلے) ثواب طلب کرے اور وہی بات منہ سے نکالے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت سے کم کوئی بدلہ اس کے لیے پسند نہیں فرماتا۔ ‘‘

اسی سے ملتے جلتے الفاظ سیدنا ابو ہریرہ نے بطور حدیثِ قدسی روایت کیے ہیں:

يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ (۳۴)

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے جس کی پیاری چیزیں (آنکھیں) چھین لیں اور اس نے اس پر صبر کیا اور ثواب کی اُمید رکھی تو میں اسے جنت کے سوا اور کوئی بدلہ نہیں دوں گا۔‘‘

سیدنا ابو امامہ نے اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان اس سے بھی مؤثر انداز میں بزبانِ رسول بیان کیا ہے:

قَالَ اللَّهُ تعالى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ(۳۵)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:’’آدم کے بیٹے! اگر ابتداے صدمہ کے وقت تو صبر کرے اور حصولِ ثواب کی نیت کرلے تو میں تیرے لیے جنت سے کم ثواب پسند نہیں کروں گا۔‘‘

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیارے صحابی وفات پاگئے تو آپ نے اپنے صحابہ کو ان الفاظ میں ان کی تعزیت کی تلقین فرمائی:

دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرَهُ فَأَغْمَضَهُ فَصَيَّحَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ. اللَّهُمَّ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ(۳۶)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو سلمہ کے پاس آئے جبکہ (روح قبض ہونے کے بعد) ان کی نظر پھٹ گئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھیں بند کردیں۔ پس ان کے گھر والے چیخ و پکار کرنے لگے‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ اپنے لیے بد دعائیں مت کرو‘ بلکہ اچھے بول بولو‘ کیونکہ جو تم کہتے ہو، اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطورِ دعا) فرمایا:’’ اے اللہ! ابو سلمہ کی بخشش فرما‘ ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ اس کے درجات بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو ہی اس کا خلیفہ بن۔ اور اے ربّ العٰلمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما‘ اے اللہ! اس کی قبر کو فراخ اور روشن کردے۔‘‘

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کی وفات پر آنسو بہائے جاسکتے ہیں جواس قابل تعریف رحمت کا حصہ ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے۔

دلی غم کا اظہار بھی کیا جاسکتا ہے۔ اللہ پر ایمان اور ہر شے کو اسی کی طرف لوٹنا ہے، کے عقیدہ کا اظہار کرنا چاہیے۔

بعض محاسن کا بھی تذکرہ کیا جاسکتا ہے، لیکن اس میں تکرار و مبالغہ نہ ہونا چاہیے۔

دنیا سے اچھی حالت میں چلے جانے پر اطمینان کا اظہار بھی کیا جاسکتا ہے۔

لواحقین کو صبر اور دعا کی تلقین کرنا چاہیے۔ لواحقین کو صبر کی تلقین اور بہتر پذیرائی کی اُمید دلانا چاہیے: مثلاً جنت الفردوس، جس کا پسندیدہ چلا گیا، اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے، وہ جنت کے دروازے پر ملے گا۔ وغیرہ وغیرہ، میت کے لیے قبر کی کشادگی اور جنت میں داخلے کی بہترین دعا کرنا اور لواحقین / اہل خانہ کے لیے بہتری کی دعائیں کرنا۔

صبر وہی ہے جو پہلے صدمہ کے موقع پر کیا جائے، سیدنا انس بن مالک سے مروی ہے:

مَرَّ النَّبِيُّ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ. فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ . فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ. فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ. فَقَالَ: إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى (۳۷)

"نبی کریم ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو قبر پر بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ وہ بولی جاؤ جی، پرے ہٹو؛ یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پتہ چلتا۔ وہ آپ ﷺ کو پہچان نہ سکی تھی۔ پھر جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ تھے، تو اب وہ (گھبرا کر) نبی ﷺ کے دروازہ پر پہنچی۔ وہاں اسے کوئی دربان نہ ملا۔ پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی (معاف فرمایئے) ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حقیقت یہی ہے کہ صبر تو جب صدمہ شروع ہو، اس وقت کرنا چاہیے۔"

حوالہ جات وحواشی

(۱) ابن منظور،لسان العرب: ۵۲/۱۵،مادۃ'عزا'

(۲) ایضاً

(۳) احمد الدردیر،حاشية الدسوقي على الشرح الكبير: ۴۱۹/۱

(۴) حاشية ابن عابدين: ۱/ ۶۰۳

(۵) صحیح بخاری: كِتَابُ الجَنَائِزِ، بَابُ إِحْدَادِ المَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا،رقم ۱۲۸۰

(۶) عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، مجموع فتاویٰ: ۳۸۰/۱۳

(۷) سنن ابن ماجہ : كِتَابُ الْجَنَائِزِ؛ بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا ۱۶۰۱ حکم :حسن

(۸) جامع ترمذی: رقم ۱۷۸۹... ضعیف

(۹) جامع ترمذی: رقم ۱۰۷۶... ضعیف

(۱۰) عبدالرحمن مبارکپوری،تحفة الاحوذی شرح ترمذی: ۱۹۰/۴

(۱۱) ابن قدامہ حنبلی،المغنی: ۲۱۱/۲

(۱۲) امام ابن شرف نووی،المجموع شرح المہذب: ۳۰۴/۲

(۱۳) محمد ناصر الدین البانی،احکام الجنائز: ۱۶۴/۱

(۱۴) محمد بن صالح عثیمین،مجموع الفتاوی: ۳۳۹/۱۷

(۱۵) احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ،مجموع فتاوی: ۳۸۰/۱۳،حاشیہ ابن عابدین: ۶۰۴/۱

(۱۶) صحیح بخاری: كِتَابُ الجَنَائِزِ؛ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ: يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ ۱۲۸۴

(۱۷) صحیح مسلم: رقم ۳،باب مايقال عند المصيبة

(۱۸) صحیح بخاری: باب قول النبي وإنا بفراقك لمحزونون

(۱۹) صحیح بخاری: كِتَابُ الرِّقَاقِ؛ بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ رقم ۶۵۵۰

(۲۰) سنن نسائی: كِتَاب الْجَنَائِزِ؛ فِي التَّعْزِيَةِ،رقم ۲۰۹۰ حکم: صحیح

(۲۱) مسند اَحمد ۱۵۶۳۳، صحیح الجامع: ۷۹۶۳ قال شعیب ارناؤوط: اسنادہ صحیح

(۲۲) جامع ترمذی:أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ فَضْلِ الْمُصِيبَةِ إِذَا احْتَسَبَ،رقم۱۰۲۱... حسن

(۲۳) نور الدین الکنانی،تنزیه الشریعه المرفوعه عن الاخبار الشنیعه الموضوعه، کتاب الموت والقبور:فصل دوم،رقم۱۸

(۲۴) علی بن سلطان الہروی القاری، مرقاۃ المفاتیح :کتاب الجنائز: ۱۷۹/٤

(۲۵) ج۳/ص۴۶۶

(۲۶) مسند احمد:۱/۲۰۴،رقم۱۷۵۰

(۲۷) محمد ناصر الدین البانی، السلسلة الصحيحة: ۳۲۴۹

(۲۸) صحیح مسلم :كِتَابُ الْجَنَائِزِ: بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ،رقم۲۱۳۷

(۲۹) منظور احمد نعمانی، معارف الحدیث:۳/۴۶۰

(۳۰) صحیح بخاری: كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ؛ بَابُ تَمَنِّي الشَّهَادَةِ . ۲۷۹۸

(۳۱) صحیح بخاری:۴۲۶۱،باب غزوۃ موتہ من ارض الشام

(۳۲) السلسلة الصحيحة: ۱۲۲۶،جامع ترمذی ۳۷۶۳

(۳۳) سنن نسائی: كِتَاب الْجَنَائِزِ؛ ثَوَابُ مَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ . ۱۸۷۲... حسن اور يَقُوْلُ اللهُ: مَا لِعَبْدِي المؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ، إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ، إِلَّا الجَنَّةُ (صحیح بخاری:۶۴۲۴)

(۳۴) جامع ترمذی: ۲۴۰۱، باب ماجاء في ذهاب البصر

(۳۵) سنن ابن ماجہ:۱۵۹۷،باب ما جاء في الصبر عند المصيبة... حسن،مسند احمد: ۲۲۲۲۸

(۳۶) سنن ابوداؤد :كتاب الجنائز؛ بَاب تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ . ۳۱۱۸

(۳۷) صحیح بخاری: كِتَابُ الجَنَائِزِ؛ بَابُ زِيَارَةِ القُبُورِ . ۱۲۸۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆